بہار کا واحد دینی، علمی اور رُوحانی

اہ نامہ

اشرف العرفان

دربھنگہ

مقام اشاعت

مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی بیلا ضلع دربھنگہ

رجسٹرڈ نمبر ۲۳(۳)۷۶۸

ماہ نامہ اشرف العرفان دربھنگہ

خصوصی اعانتیں	بدل اشتراک
سرپرست حضرات سے یکمشت ۱۰۰ سو روپے	عام خریداروں سے .... ساڑھے چھ روپے سالانہ
اراکین سے یکمشت ...... ۵۰ پچاس ″	عام معاونوں سے .... دس روپے ″
خصوصی معاونین سے یکمشت ۲۵ پچیس ″	غریب طلباء سے .... پانچ روپے ″

فی پرچہ ——— ۶۰ پیسے

ایڈیٹر: حکیم عبدالمنان الصدیقی

جلد ۱	ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق جولائی ۱۹۶۸ء	شمارہ ۲

فہرست مضامین

ترسیل زر اور خط و کتابت کے لئے پتہ

ایڈیٹر ماہ نامہ اشرف العرفان پوہدی بیلا ضلع دربھنگہ (بہار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہِ اوّلیں!

پیشِ نظر "اشرف العرفان" بابت ماہ جولائی میں اپنا ارادہ یہی تھا کہ ہم اظہارِ مسرت کریں گے اور رسالہ کے سرحتِ قبول سرپرستوں، اراکین، خصوصی اور عمومی معاونین اور اپنے ہمدرد خریداروں کے بلند ہمتوں کی داد دیں گے مگر قول سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ یعنی اپنے ارادوں کی ناکامیوں سے میں نے اپنے رب کو پہچان لیا، راقم الحروف کی آنکھیں کھل گئیں اور جون کا پہلا شمارہ دیکھتے ہی ایسی شرمندگی ہوئی کہ آنکھیں مارے شرم کے جھک گئیں، اپنا ارادہ یہی تھا کہ کتابت و طباعت اچھی سے اچھی ہو تاکہ قارئینِ کرام بے تکلف استفادہ کر سکیں مگر کیا عرض کروں پرچہ نظر کے سامنے آتے ہی بے ساختہ زبان پر مشہور مصرع ـــ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم ـــ آگیا، دل چاہتا تھا کہ سارے پرچے الماری میں مقفل کر دوں اور معذرت کا ایک پرچہ چھاپ کر آپ حضرات کی خدمت میں بھیج دوں۔

مگر جون کا پہلا شمارہ جون کے پہلے ہفتہ میں بھیج دینے کا وعدہ کر چکا تھا۔ اس وعدہ خلافی کی ہمت نہیں ہوتی اور مجبوراً اسی حال میں اس ناکارہ کو اپنے محسنوں کی خدمتوں میں بھیجنا پڑا کہ کوئی صفحہ ایسا نہ تھا جو ہمارے مہربان کاتب صاحب، پریس مین یا منیجر صاحبان کی عنایات پر ماتم نہ کر رہا ہو۔

اشرف العرفان کا پہلا شمارہ اس وقت ملک کے ہر حصہ میں پڑھا جا رہا ہے اور میری ندامت و شرمندگی کی کوئی انتہا نہیں ہے کہ ہمارے ان کرم فرماؤں نے جن کے واسطہ سے یہ پرچہ چھپ کر تیار ہوا ہے۔

ہیں اس ملک کے طول و عرض میں کتنا اونچا اٹھایا ہے ــــ اس ناکارہ نے ان تمام حضرات سے خود دل کرا اپنی ان مصیبتوں کی فریاد کی ہے اور متعلقہ سبھی حضرات نے حتمی وعدہ فرمالیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کسی تعطلے میں اس قسم کی کوتاہیاں نظر نہ آئیں گی ــ مجھے امید ہے کہ قارئین کرام میری اس معذرت کو حقیقت پر محمول فرمائیں گے ــ والعذر عند کرام الناس مقبول ــ

آپ کے مشورے

"اشرف العرفان" کی اشاعت سے پہلے ہی احقر نے جو اشتہارات شائع کئے تھے، اس میں "اشرف العرفان" کی خصوصی نظریات (پالیسیوں) کی وضاحت کردی تھی، پھر جون کے پہلے شمارہ کے اداریہ میں بھی اس کا تفصیل سے ذکر آیا کہ یہ پرچہ اپنی مخصوص پالیسی کے پیش نظر شائع ہوگا، اور اس کا نظریہ بزرگانِ دین کے ملفوظات و ارشادات اور ان کے حالاتِ زندگی کے ذریعہ مسلمانان خصوصاً نوجوان طبقہ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سنتوں والی زندگی بنانے کے جذبات کو بیدار کرنا ہے پہلے شمارہ کے سرورق پر "ہمارا واحد دینی، علمی اور روحانی ماہنامہ" کے عنوان سے اس کی نشاندہی کردی گئی ہے ــ تاہم اس ایک ڈیڑھ ماہ کے اندر ہی احباب کی ایک اچھی خاصی تعداد اس امر کی طرف توجہ دلاتی رہی کہ "اشرف العرفان" میں تنوع پیدا کیا جائے اور اس کی مخصوص پالیسی میں وسعت دے کر مہینہ بھر کے عالمی حالات کا اہم حصہ "مخصوص خبروں کی یادداشت" کے عنوان سے اس میں اضافہ کیا جائے ــ

کسی نے یہ رائے دی کہ عورتوں اور بچوں کے لئے بھی کم از کم ایک صفحہ مخصوص کردیا جائے، کسی نے یہ کہا کہ مسلمانوں کے سامنے ایسے تاریخی واقعات بھی اشرف العرفان کے واسطے سے پیش کئے جایا کریں، جن سے ان کے اندر ہمت و جرأت، دلیری و بہادری اور مستقل مزاجی کے جذبات پیدا ہوں، اس میں شبہہ نہیں کہ عنوانات مذکورہ میں بعض عنوان ضرور ایسے ہیں کہ ہمارے نظریہ کے تحت آسکتے ہیں اور ہم "اشرف العرفان" کے صفحات میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان میں سے بعض کے اضافہ کا انتخاب بھی کرسکتے ہیں مگر حضرات قارئین کرام کی اکثریت کی رائے معلوم کئے بغیر ہمارے لئے دشواریاں ہیں ــ

آپ ضرور لکھئے

اس لئے ہماری یہ گذارش اپنے تمام قارئینِ کرام سے ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی اپنی رایوں سے ہمیں مطلع فرمائیں، اپنی اپنی رایوں کے اسباب و مصالح کی

بھی وضاحت فرمائیں تاکہ ہمیں بھی انتخاب رائے میں سہولت ہو۔ ہمیں آپ کے عنایت ناموں کا انتظار رہے گا اور ۳۰ر جولائی ۱۹۶۸ء تک ہم انشاء اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کر کے اگست کے شمارے میں آپ کو مطلع کر دیں گے۔

صفحات میں اضافہ آپ کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ "اشرف العرفان" کا مرکز اشاعت شہر سے دور ہے، وسائل آمد و رفت کی دقتوں کی وجہ سے اخراجات بہت بڑھ جاتے ہیں، پھر یہ کہ جس وقت قیمتیں مقرر کی گئی تھیں، ڈاک کا صرفہ دس پیسے فی رسالہ تھا، یہ صرفہ رسالہ چھپنے سے پہلے ہی حکومت کے اعلان کے مطابق پندرہ ۱۵ پیسے ہو گیا، مگر شروع ہی سے "اشرف العرفان" کا نظریہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ پڑھے لکھے گھروں تک پہنچے یہی وجہ تھی کہ دس روپے سالانہ عام خریداری کی قیمت کا اعلان کر دینے کے باوجود اس کی سالانہ قیمت ساڑھے چھ روپے کر دی گئی تھی، اسی افادی نقطۂ نظر سے ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگست ۱۹۶۸ء کے شمارے سے اس کے صفحات بجائے ۳۲ کے ۴۰ کر دیں گے۔

مضمون نگار حضرات سے آٹھ صفحات کے اضافہ سے "اشرف العرفان" میں جدید عنوانات پر لکھنے کی گنجائش نکل آئی ہے۔ اس لئے ہم آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ رسالے کے نظریہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے مذکورہ بالا عنوانات میں سے آپ کو جس سے دلچسپی ہو ضرور لکھیں، اپنا مضمون صاف اور خوشخط نقل کرا کر اپنے دستخط سے ہمیں بھیجدیا کریں۔

آپ کا پرچہ جون کا پرچہ اگر ۲۵ر جون تک بھی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکا ہو تو اپنے نمبر خریداری کے حوالہ کے ساتھ ہمیں فوراً لکھیں، ہم انشاء اللہ تعالیٰ جولائی کے پرچہ کے ساتھ اسے بھیج دیں گے۔

اپنے ہمدردوں سے! اپنے ہمدردوں اور مسلمانوں کے اندر صحیح دینی جذبات بیدار کرنے کی تمنا رکھنے والوں سے ہماری یہ درخواست ہے کہ "اشرف العرفان" کے حلقۂ اشاعت میں وسعت پیدا کریں اور اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں زیادہ سے زیادہ خریدار اور معاون بنانے کی کوشش فرمائیں یہ کوششیں آپ انشاء اللہ تعالیٰ اشاعت دین کا اجر و ثواب کا مستحق بنائیں گی اور ادارہ آپ کا ممنونِ احسان ہوگا۔

"مدیر"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا اسلام

ادارہ

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ میں ہیں۔ آپ مردوں میں چوتھے اسلام لانے والے ہیں۔ اسلام لاتے وقت آپ کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ عشرہ مبشرہ میں ہیں تمام غزوات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے فتح مکہ کے دن مہاجرین کا ایک جھنڈا آپ کے دستِ مبارک میں بھی تھا۔ آپ کے اسلام لانے کا واقعہ بڑا عجیب اور دلچسپ ہے۔

ان کی صاحبزادی عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے والد سے کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے اسلام لانے سے تین دن پہلے ایک خواب دیکھا۔ دیکھا کہ ایک بھیانک تاریکی نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا کہ اچانک ہی ایک پُرنور چاند نمودار ہوا اور میں اس کے پیچھے ہولیے، دیکھتا ہوں کہ اس چاند کی روشنی میں مجھ سے پہلے ہی تین حضرات آکر موجود ہیں اور وہ زید بن حارثہ علی بن ابی طالب اور ابوبکر ہیں میں نے ان سے پوچھا آپ حضرات کس مقام پر ہیں یہ کون سی جگہ ہے۔ فرمایا یہ قیامت ہے۔ آنکھ کھل گئی۔

کل ہو کر معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چھپ چھپ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں، میں بھی حاضر خدمت ہو کر مشرف باسلام ہو گیا۔ مجھ سے پہلے اب تک صرف تین حضرات یعنی زید بن حارثہ علی بن ابی طالب اور ابوبکر (رضی اللہ عنہم) داخل اسلام ہوئے تھے۔

(مشاہیر اسلام تالیف رفیق بک القلم ملخصاً)

اقوال زرین

دو آدمی بہت زیادہ نادم ہوتے ہیں۔

(۱) دنیا میں: ناشکرے کے ساتھ احسان کرنے والا۔

(۲) مرتے وقت: بے عمل عالم۔ (ابراہیم بن ادھم)

یہ تین قابل رحم ہیں۔

(۱) کسی قوم کا سردار جو ذلیل کر دیا گیا ہو۔

(۲) وہ مالدار جس پر غربت کی مصیبت آپڑی ہو۔

(۳) وہ عالم جس نے علم کو طلبِ دنیا کا ذریعہ بنالیا ہو۔ (فضیل بن عیاض)

وصیۃ السنۃ

(از مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(بسلسلۂ سابق)

ایک واقعہ جیسا کہ میں نے ایک بزرگ کا واقعہ بیان کیا تھا کہ جہاز میں لوگ ان کو چپت مارتے تھے اور انھوں نے دعا کر دی سب کے سب صاحب نسبت ہو گئے لیکن یہاں بھی ان لوگوں کو مجاہدہ اگرچہ نہیں کرنا پڑا۔ مگر وصول کے لئے سبب یہاں بھی تھا اور وہ تھا ان بزرگ کی دعا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح سے آدمی مجاہدہ سے پہنچتا ہے اور وصول کا ایک سبب و ذریعہ مجاہدہ ہے اسی طرح سے اس کا ایک دوسرا سبب دعا بھی ہے۔ خواہ آپ خود کریں یا کوئی دوسرا آپکے لئے کر دے۔ اس کو آپ کیوں بھولے ہوئے ہیں۔ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست سنت ہے اس کو اختیار کرو۔ اور اس کو لوگوں سے بیان کرو۔ جب کام [illegible] گے تو ہم کیسے ہوگا؟

علماء و مشائخ کا فرض مشائخ کا یہی تو کام ہے کہ وہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کام ہے کہ خدا تک پہنچا دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی دعاؤں تک پہنچا دیں۔ اور اس کی معرفت کرا دیں۔ پھر وہ دعائیں (سوال اور استخارہ) خدا تک پہنچا دیں گی۔ آج اگر یہ علماء یہ راستہ اختیار کریں تو لوگوں کے لئے آسانی بھی ہو اور بہت جلد عوام کے اندر بھی صلاح و تقویٰ پیدا ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ ان کا حال ہم لوگوں سے اچھا ہو جائے۔ مگر جب عالم بتلائے گا بھی نہیں تو عامی و جاہل کیسے سیکھ لے گا اور عالم اس لئے نہیں بتلاتے کہ انھوں نے کتابیں تو بیشک پڑھی ہیں مگر یاد ہونے اور عمل کرنے کے باب میں یہ اور وہ دونوں برابر ہیں۔

پھر بقول قائل ؎

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

(یعنی جو عالم عیش و عشرت، خود غرضی اور تن پروری میں مبتلا ہے خود گمراہ ہے، کس کی رہبری کر سکتا ہے)

عوام تو خیر عوام ہی ہیں، آج عالم کا یہ حال ہے کہ اسکو قرآن و حدیث سے زیادہ مناسبت دوسری چیزوں سے ہے ایک دن میرے ہاتھ میں اکبر حسین جج کا دیوان تھا۔ ایک مولوی صاحب ملنے آئے۔ میرے ہاتھ میں اس کو دیکھ دیکھ کر فرمانے لگے۔ اچھا فلاں کتاب ہے۔ فلاں مولوی صاحب بھی اپنی مجلس میں اسی کو سامنے رکھتے تھے اور لوگوں کو سنا سنا کر اسی سے پند و نصیحت فرماتے تھے۔ میں نے جب یہ سنا تو آپ کو کیا بتاؤں کہ مجھ پہ کیا گذر گئی۔ میں نے ان سے تو کچھ کہا نہیں اپنے دل میں کہا۔ انا للہ، پند و نصیحت کے لئے کتاب و سنت ہے کہ اقبال و اکبر کا کلام ہے۔ ان مولانا صاحب کو اگر حضرت کی کتابوں کے سنانے میں معاصرت مانع تھی تو کوئی تفسیر کی کتاب یا حدیث کی کتاب لے بیٹھتے اور مسلمانوں کو اس میں سے سنا دیتے، کتاب و سنت پر تو ایمان ہے اور کسی کے کلام پہ ایمان نہیں ہے۔ میں ان کی برائی نہیں کرتا ہوں۔ ان کا کلام بہت اچھا ہوتا ہے اور اصلاحی باتیں ہوتی ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جب ہمارے علماء بھی اس پر اتر آئے ہیں تو پھر اب قرآن و حدیث کی اشاعت کی توقع کس سے کی جائے اور جب علماء کی مجلس میں گرمی شعر و شاعری سے آئے گی تو قرآن و حدیث کا محل کونسی مجالس ہوں گی۔ یہ خیال آکر بہت رنج ہوا اور میں نے وہ کتاب الماری میں رکھوادی اور اس کے بعد قرآن و حدیث ہی کا وعظ کہنے لگا۔ آدمی قرآن و حدیث بیان کرے اور ضمناً بطور تائید کے کسی کا کلام بھی پیش کر دے۔ تو خیر اس میں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے مگر یہ کہ ان ہی کو اصل بنا لیا جائے اور ان کو کتاب و سنت کا مقام دے دیا جائے۔ یہ بات تو اللہ و رسول کو بھی پسند نہیں ہوگی۔ اور بلا شبہ یہ کتاب و سنت کے حق میں تقصیر ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سب کچھ ہے

میں دیکھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو جتنا مزا اکبر کے اور اقبال کے اشعار میں آتا ہے اتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں نہیں آتا۔ میں اس وقت آپ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں اور آپ کے تعوذات ہی کو پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ دین و دنیا کی کوئی ضروری چیز ایسی نہیں ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے نہ مانگی ہو، یا مضر چیزوں سے پناہ نہ مانگی ہو۔ اور آپ تو معصوم تھے اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے۔ اس لئے آپ کا زیادہ تر مقصد ان دعاؤں اور استعاذوں سے امت کو تعلیم کرنا ہے۔ اب کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ تو امت کا اس قدر لحاظ فرمائیں اور امت کو آپ کی ان دعاؤں کی جانب التفات بھی نہ ہو سکے۔ سنئے

سب سے اچھی دعا طلب رضا ہے

سب سے بڑی دعا جو آپ نے اللہ تعالیٰ سے مانگی ہے

وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَاَسْئَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَاَسْئَلُكَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ یعنی اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اور طلب کرتا ہوں تجھ سے ایسی نعمت کہ ختم نہ ہو اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کہ جو جاتی نہ رہے اور مانگتا ہوں تجھ سے رضامندی تیرے حکم پر اور خوش عیشی مرنے کے بعد اور تیرے دیدار کا اور تڑپ تیرے وصال کی۔

دیکھئے اس دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے فوزِ دارین طلب فرما رہے ہیں نعمت کا سوال فرماتے ہیں کہ ایسی نعمت عطا فرمائیے کہ جو کبھی ختم نہ ہو یہ اس لیے کہ جس طرح سے نعمت کا نہ ہونا انسان کے لیے باعث تکلیف ہوتا ہے اسی طرح سے نعمت کا باقی نہ رہنا اور زوال پذیر ہو جانا بھی سبب کلفت ہوتا ہے۔ نیز اس میں آپ نے موت کے بعد خوش عیشی کی دعا فرمائی ہے جس سے مراد جنت و نعیم ہے لیکن اس پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت طلب فرمائی اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق اور طلب فرمائی۔ یہ اس لیے کہ آخرت میں سب سے بڑی نعمت جو مومن کو حاصل ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہی ہے۔

طلبِ رضا کا انوکھا عنوان

یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی دعا تھی اور سب سے بڑھ کر استعاذہ یعنی جس چیز سے آپ نے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی ہے وہ یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ تَصُدَّ عَنِّیْ وَجْهَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یا اللہ میں پناہ چاہتا ہوں تیری اس سے کہ تو مجھ سے منہ پھیرے قیامت کے دن۔

آپ نے یہ استعاذہ اس لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ادنیٰ سی بے التفاتی دوزخ کے عذاب سے بڑھ کر ہوگی۔ دیکھئے جس طرح سے سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کے وجہ (چہرہ) کی جانب نظر کرنے کی لذت ہوگی اسی طرح سے سب سے بڑی نقمت اللہ تعالیٰ کی بے التفاتی ہوگا۔

چنانچہ کافر کو دوزخ کا تو جو عذاب ہوگا اس سے اس کو جیسی کچھ تکلیف ہوگی وہ تو ظاہر ہے لیکن اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور بے رخی کی ضیق ہوگی ایسی ضیق کہ اگر وہاں موت ہوتی مر جاتا۔ غرض وہ پہلا عنوان سوال تھا اور یہ پناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی چیز کو مختلف عنوان سے اللہ تعالیٰ سے طلب فرماتے ہیں جس وقت جو حال طاری ہوا اور جو شان غالب ہوئی اسی کے مناسب دعا فرمائی۔ یہ میں آپ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے اعلیٰ درجہ کی جو دعا ہے اس کو بتلا رہا ہوں اور آپ نے نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ کا جو سوال فرمایا ہے یہ تو جنت ہے اور لَذَّةَ النَّظَرِ کا جو سوال فرمایا یہ رضائی

نعمت ہے۔ انبیاء علیہ السلام کا وصول چونکہ کامل ہوتا ہے اس لئے اس میں یہ سب کبھی ہوتا ہے اَسْئَلُكَ نَعِیْمًا الخ یہ آپ عروج تام میں فرمارہے ہیں۔ اسی طرح سے اَسْئَلُكَ الشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِكَ یہ بھی انتہائی عروج ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے مناجات کا کیا کچھ شوق ہوگا۔ ہم آپ تو اس کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شوق ہے تو آپ کو بھی ہونا چاہئے۔ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت دنیا ہی میں آجاتی ہے۔ یہ سب تو عروج کی دعائیں ہیں۔ اب نزول کی سنئے! فرماتے ہیں ۔

حالتِ نزول کی دعائیں سیکھئے

اَللّٰهُمَّ قِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ یعنی اے اللہ مجھ کو میرے نفس کے شر سے محفوظ رکھئے۔ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا۔ اے اللہ مجھے میرے نفس کا تقویٰ عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح نفس کا تقویٰ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کا شر بھی ہوتا ہے۔ اسی پر نظر کرکے یہ حضرات اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے سمع کے شر سے، بصر کے شر سے، لسان کے شر سے، قلب کے شر سے اور منی کے شر سے پناہ مانگی ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اسی طرح سے آپ نے ظالم ہونے سے اور مظلوم ہونے سے پناہ مانگی ہے۔ آگے ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمِنَ الْفَاقَةِ وَمِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ وَمِنَ الْهَدَمِ وَمِنَ التَّرَدِّیْ وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَاَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَمِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِكَ مُدْبِرًا وَاَنْ اَمُوْتَ لَدِیْغًا۔ یعنی پناہ مانگتا ہوں آپ کی فاقہ سے اور اس سے کہ میں ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں اور کسی چیز کے اپنے اوپر گر جانے سے اور کسی چیز پہ سے گر پڑنے سے اور ڈوب جانے سے اور جل جانے سے اور اس سے کہ گڑبڑ میں ڈالدیں مجھے شیطان موت کے وقت اور اس سے کہ مروں میں جہاد سے بھاگ کر اور اس سے کہ مروں میں زہریلے جانور کے کاٹنے سے۔

اور سنئے! ایک مقام پر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔ اَعُوْذُبِكَ اَنْ یَّدْعُوَ عَلَیَّ رَحِمٌ قَطَعْتُهَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ یعنی پناہ چاہتا ہوں تیری کہ بددعا دے مجھے کوئی رشتہ دار جس سے میں۔ قطع رحم کیا ہو، یا اللہ میں پناہ چاہتا ہوں اس حیوان کی برائی سے جو کہ پیٹ کے بل چلتا ہے۔ (جیسے سانپ) اور اس حیوان کی برائی سے جو دو پیر سے چلتا ہے (یعنی انسان) اور اس حیوان کی برائی سے جو چار پیر کے سے چلتا ہے (جیسے تمام درندے)

اور سنئے فرماتے ہیں :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اِمْرَأَةٍ تُشَیِّبُنِیْ قَبْلَ

لْمُصِيْبِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ وَلَدٍ يَكُوْنُ عَلَيَّ وَبَالًا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ مَالٍ يَكُوْنُ عَلَيَّ عَذَابًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ فِي الْحَقِّ بَعْدَ الْيَقِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ یعنی اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں تیری ایسی عورت سے کہ مجھے بوڑھا کردے بوڑھاپے سے پہلے۔ اور پناہ چاہتا ہوں تیری، ایسی اولاد سے کہ ہو مجھ پر وبال اور پناہ چاہتا ہوں ایسے مال سے کہ ہو مجھ پر عذاب یا اللہ میں پناہ چاہتا ہوں تیری شک لانے سے ہر بات میں بعد یقین کے اور پناہ چاہتا ہوں تیری شیطان مردود سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری روز جزا کی سختی سے۔

پریشانیوں کے اسباب اور ان سے استعاذہ

دیکھئے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بداخلاق عورتوں سے پناہ مانگی ہے، اور ناخلف اولاد سے پناہ مانگی ہے۔ مال ہونے کے عذاب سے پناہ مانگی ہے۔ اور شیطان سے پناہ مانگی ہے۔

آپ غور کیجئے گا تو آج دنیا میں انسان کو انھیں چیزوں کی طرف سے پریشان پائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں ہیں پناہ مانگنے کی لیکن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سے پناہ مانگ کر ہمیں نہ بتا دیتے تو امت ان کی طرف سے پریشان بھی رہتی اور پناہ بھی نہ مانگتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنت قائم فرما دی تاکہ لوگ بھی آپ کی اقتدا کریں۔ کیونکہ بڑے جب عمل کرتے ہیں تب ہی چھوٹے بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ جو چیز پیر نہیں کرتا تو مرید بھی اس کو نہیں کرتا۔

مختلف طریقوں سے اظہار احتیاج

اور جس طرح سے آپ نے بڑی بڑی چیزوں کی دعا کی ہے۔ توحید کی کی ہے، جنت کی کی ہے، عافیت کی کی ہے، دوزخ سے نجات کی کی ہے۔ اسی طرح سے چھوٹی چھوٹی چیزوں کو بھی طلب فرما کر بتا دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِنِعْمَتِكَ السَّابِغَةِ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَبَلَائِكَ الْحَسَنِ الَّذِي ابْتَلَيْتَنِيْ بِهٖ وَفَضْلِكَ الَّذِيْ فَضَّلْتَ عَلَيَّ اَنْ تُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ بِمَنِّكَ وَفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ۔ یعنی اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے بوجہ تیرے سابق انعام کے جو مجھ پر ہے۔ اور بوسیلہ اس اچھے امتحان کے جس سے امتحان کیا ہم کو تو نے میرا بوسیلہ تیرے اس فضل کے جو تو نے کیا ہے مجھ پر یہ کہ داخل کر مجھے جنت میں اپنے احسان اور فضل اور رحمت سے۔

اسی طرح ایک جگہ فرماتے ہیں۔ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَبِكُلِّ حَقٍّ هُوَ لَكَ وَبِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ اَنْ تُقِيْلَنِيْ

وَاَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ بِقُدْرَتِکَ یعنی سوال کرتا ہوں میں تجھ سے بحق تیرے اس نور ذات کے کہ اس سے روشن ہیں سب آسمان اور زمین اور بصدقہ ہر اس حق کا جو تیرا ہے اور بذریعہ اس حق کے جو مانگنے والوں کا تجھ پر ہے یہ کہ درگذر کرے تو مجھ سے اور پناہ دے مجھے دوزخ سے اپنی قدرت سے۔

اسی طرح ایک جگہ فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے معافی اور امن اپنے دین میں اور اپنی دنیا میں اور اپنے اہل میں اور اپنے مال میں۔

اسی طرح ایک جگہ فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ ھٰذَا النَّھَارِ صَلَاحًا وَاَوْسَطَہٗ فَلَاحًا وَآخِرَہٗ نَجَاحًا اَسْئَلُکَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یعنی یا اللہ کر دے اس دن کے اول حصہ کو بہتری اور اس کے اوسط حصہ کو فلاح اور اس کے آخری حصہ کو کامیابی میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی دنیا کی اور آخرت کی اے اللہ! سب سے بڑے مہربان۔

دنیا کی مصیبتوں سے خدا کی پناہ مطلوب ہے

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ مِنْ کُلِّ بَلِیَّۃٍ۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلَاءِ چنانچہ ایک طویل استعاذہ میں امورِ آخرت سے پناہ مانگنے کے بعد امورِ دنیا کو ایک ایک کرکے شمار کرایا۔ فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَۃِ النَّارِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَۃِ الْغِنٰی وَشَرِّ فِتْنَۃِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنَ الْقَسْوَۃِ وَالْغَفْلَۃِ وَالْعَیْلَۃِ وَالذِّلَّۃِ وَالْمَسْکَنَۃِ وَالْکُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالسُّمْعَۃِ وَالرِّیَاءِ یعنی اے اللہ میں تیری پناہ پکڑتا ہوں کم ہمتی سے اور سستی سے اور بزدلی سے، بہت بڑھاپے سے۔ قرض سے گناہ سے دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کے فتنہ سے اور قبر کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے اور مالداری کے برے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے اور سخت دلی سے اور غفلت سے اور تنگ دستی سے اور ذلت سے اور خواری سے اور کفر سے اور فسق سے اور ضد اور عناد سے اور سنانے سے اور دکھانے سے۔

دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری کوئی دینی یا دنیوی ضرورت کی چیز نہیں چھوڑی۔ جسے آپ نے نہ بیان فرمایا ہو۔ اسی طرح سے کوئی مضر چیز دین یا دنیا کے اعتبار سے نہیں چھوڑی جس سے پناہ نہ مانگی ہو۔ آپ نے بھی کبھی اس منزل کی سیر کی ہے؟ آپ جو اشعار پڑھتے ہیں اور ان پر وجد کرتے ہیں۔

یہ کوئی پہنچتا نہیں ہے۔ حدیث شریف کو میں بیان کر رہا ہوں اس کے ذریعہ سے آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے، اور ہم جو یہ دعائیں پڑھ رہے ہیں، آپ کو اس میں مزا نہ آتا ہوگا۔ لیکن ہم کو تو مزا آتا ہے، دیکھتا ہوں کہ آپ لوگ ان سب چیزوں میں مبتلا ہیں اور خوب خوب تکلیفیں اٹھا رہے ہیں، لیکن ان دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے پناہ نہیں مانگتے حالانکہ یہی کام کرنے کا ہے۔ جب آدمی کرتا ہے تب ہی یہ کچھ کھلتا ہے۔

حالتِ نزول کی رفعت

اگر ہم بزرگوں کے تصرفات کے واقعات آپ کے سامنے بیان کریں تو آپ کو خوب لطف اور مزا آئے گا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں آپ میں کچھ حرکت نہیں پیدا کرتیں۔ بات یہ ہے کہ اولیا جو کچھ کرتے ہیں وہ عروج کے مقام سے کرتے ہیں اور انبیاء جو یہ سب دعائیں مانگ رہے ہیں یہ نزول اور عبدیت کے مقام میں مانگ رہے ہیں۔ نزول صوفیا کے نزدیک عروج سے افضل ہے۔ جن اولیاء نے اس مقام کو پایا ہے۔ ان کا بڑا درجہ ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ زبان سے جو یہ فلاح دارین کہا کرتے ہیں وہ اصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی کو شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

مپندار سعدیؒ کہ راہِ صفا ۔ تواں رفت جز برپئے مصطفٰے

اسی کو کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎

پے نہ بُردے ہیچ کس در منزلِ حق الیقین
تا نہ بودے ذاتِ پاکت اندریں رہ مقتدی

یعنی کوئی شخص حق الیقین کی منزل تک پہنچنے کے لئے راستہ طے نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ آپ کی ذات والا صفات اس راہ میں اس کے لئے پیشوا نہ ہو۔

اتباعِ سنت ہی اصل دولت ہے

چنانچہ سب سے زیادہ صحابہؓ کو سنتوں کا اور دعاؤں کا اہتمام تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ کسی سنت کو چھوڑتے نہ تھے۔ ایک صحابی کسی جگہ کے گورنر مقرر ہوئے۔ اتنے بڑے عہدے پر ہونے کے باوجود یہ کرتے تھے کہ اگر کوئی لقمہ گر جاتا تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لیتے تھے۔ لوگوں نے کہا ہے یہ عجمی لوگ ہیں اس فعل کو برا جانتے ہیں اور اس کو حقیر سمجھیں گے۔ لہٰذا آپ ایسا نہ کیجئے۔ فرمایا کہ یہ لوگ برا مانیں یا بھلا مانیں ہم اپنے نبیؐ کی سنت کو نہیں ترک کریں گے۔ ان حضرات کی اتباع کی یہ برکت ہوئی کہ دین کی ایک ایک چیز محفوظ ہو گئی۔ ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ ذرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چال چل کر دکھا دیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے چلا کرتے تھے۔ انھوں نے تھوڑی دور چل کر دکھایا لوگ اسے دیکھ کر بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش ہوا تو انہوں نے

لوگوں سے کہا بس تم لوگ اتنے ہی میں بے ہوش گئے۔ یہ صحابہؓ ہی کا ظرف تھا کہ حضورؐ کو برابر دیکھتے تھے اور پھر بھی ہوش میں رہتے تھے۔ صحابہؓ کے متعلق ایک عالم نے خوب بات کہی ہے۔ یہ کہا کہ اگر تم لوگ صحابہ کو دیکھتے تو مجنوں کہتے اور اگر وہ لوگ تمہیں دیکھتے تو کافر سمجھتے۔

حسن اثر حسن عقیدت کا ثمرہ ہے

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سب دعائیں جو آپ کو سُنا رہا ہوں۔ اسی لئے تا کہ آپ اسکو سمجھیں اور اس کا اثر لیں کہ اتنا زبردست ذخیرہ جو دین میں ہے وہ یونہی بیکار نہیں ہے۔ اگر ان دعاؤں سے مقاصد حاصل ہی نہیں ہوا کرتے تو یہ بالکل زائد اور عبث چیز ہوتی۔ حالانکہ اللہ اور رسولؐ اس سے منزہ ہیں۔ نقص ہمارے ہی اندر ہے کہ ہم ان کو اول تو پڑھتے ہی نہیں اور اگر پڑھتے بھی ہیں تو مثل وظیفہ کے سرسری اور رسمی طور پر دل شریک نہیں ہوتا اور نہ عقیدت شامل ہوتی ہے اس لئے نفع سے بھی ہم محروم ہیں ورنہ تو ایک بزرگ کے بارے میں تو یہ مشہور ہے کہ وہ جب بیمار ہوتے تھے تو علاج نہیں کراتے تھے۔ بلکہ وضو کا پانی پلا لیتے تھے۔ اس سے ان کو شفا ہو جاتی تھی۔ اصل چیز عقیدت ہے۔ اسی لئے میں درمیان درمیان میں آپ کو متوجہ کرتا رہتا ہوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ میرا کلام نہیں ہے اور نہ میرے باپ یا استاد کا کلام ہے۔ یہ اس لئے کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو سب مسلمانوں کا ایمان ہے، اس لئے جو دعائیں آپ نے اللہ تعالیٰ سے کی ہیں اور جو استعاذہ فرمائے ہیں ہم اس سے کیسے مستغنی ہو جائیں گے؟

رفعت تواضع و مسکنت

ہر زمانہ میں اللہ والوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات طلب کئے ہیں اور ان سے ایسی ایسی مناجات کی ہے کہ جس سے ان کے خوف اور شوق کا اندازہ ہوتا ہے یہ حضرات سمجھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری عاجزی پسند ہے چنانچہ ان کے کلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طلب میں اپنے کو جلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ سب اسی لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اور اپنے نفس کی معرفت ان حضرات کو ہوتی ہے۔ مولانا رومؒ مثنوی میں فرماتے ہیں۔ ؎

در جگر افتادہ ہستم صد شرر

در مناجاتم ببیں خون جگر

یعنی میرے جگر میں سیکڑوں چنگاریاں دبی ہوئی ہے۔ میرے خون جگر کو اگر دیکھنا ہو تو میری مناجات میں دیکھو، مولانا یہ اپنے متعلق فرمارہے ہیں۔ اسی پر انبیاء علیہم السلام کو قیاس کر لیجئے۔ کہ ان کا کیا حال ہوگا۔ چنانچہ آگے مولانا اس کا کچھ نقشہ کھینچتے ہیں فرماتے ہیں کہ ؎

ایں چنیں اندوہ کافر را مباد ؛ دامن رحمت گرفتم داد داد

ایسا غم خدا نہ کرے کسی کافر کو بھی ہو، میں نے تیرے رحم کا دامن پکڑ لیا ہے، فضل فرمائیے۔ میں فضل کا طالب ہوں۔ ~

کاشکے مادر نزادے مر مرا
یا مرا شیرے بخوردے در چرا

اے کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا، یا کوئی شیر مجھے جنگل میں کھا لیتا۔

اے خدا آنکن کہ از تو می سزد
کہ ز ہر سوراخ مارم می گزد

اے اللہ تو میرے ساتھ وہ معاملہ کر جو تجھے زیب دیتا ہے۔ اس لئے کہ (نفس کے) سانپ نے مجھے ہر سوراخ سے ڈس لیا ہے۔

دیکھا آپ نے یہ مناجات ہے۔ آپ کے اولیاء اللہ کی جنھوں نے اس میں اقتدا کی ہے۔ انبیاء علیہ السّلام کی۔ اب جو حضرات اللہ تعالٰے کے ایسے مقرب ہیں۔ ان کے تو یہ حالات ہیں اور آپ چہ خرم ہیں۔ "جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔"

بات یہ ہے کہ یہ حضرات اہل معرفت ہیں اور آپ کا گذر اس کوچہ میں نہیں ہوا ہے۔ انسان کو جب کسی کی معرفت ہوتی ہے تو اس کی عظمت بھی قلب میں ہوتی ہے۔ اور اس کا خوف اور اس کی ناراضی کا غم بھی ہر وقت مسلط [illegible] اپنی نااہلی اور بے کمالی ہر وقت سامنے رہتی ہے۔

ایاز کی تواضع نے اس کو بلند کر دیا

ایاز محمود کا غلام تھا۔ بادشاہ اس کو بہت چاہتا تھا۔ ابتداً جب وہ بادشاہ کے یہاں آیا تو اس کے کپڑے نہایت معمولی تھے بادشاہ نے اس کی لیاقت کا اندازہ لگا کر اس کو اپنا مصاحب خاص بنا لیا۔ چنانچہ دربار میں اس کے لئے خاص جگہ مقرر کر دی اور شاہی جوڑا اُسے عطا فرمایا۔ جسے پہنکر وہ دربار میں بیٹھا کرتا تھا مگر اس کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنے پرانے کپڑے اُتار کر ایک کونے میں رکھ دیتا تھا۔ روزانہ ان کے پاس جاتا تھا اور انکی طرف اشارہ کر کے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتا تھا کہ "ایاز قدر خود بشناس" ایاز اپنے مرتبہ کو نہ بھولنا۔ تم مستحق تو انہیں بوسیدہ کپڑوں کے ہو لیکن یہ شاہی کرم ہے جو اس خلعت سے نوازا ہے۔ چنانچہ اس کے اس ادب اور قدر دانی کا یہ صلہ ملا کہ بادشاہ نے اُسے بڑھاتے بڑھاتے وزراء سے بھی اس کا مرتبہ بڑھا دیا۔ یہ قصہ میں نے اس پر سنایا کہ جو اپنی حیثیت کو نہیں بھولتا وہ اس دنیا میں بھی ترقی کر جاتا ہے۔ دوسری معاملہ دین کا بھی ہے۔ انبیا اور اولیا نے اس راز کو سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مراتب عالیہ پائے۔

ناقدری زوال کا سبب ہے

اور جس نے اس کے خلاف راستہ اختیار کیا یعنی عطیہ شاہی کی ناقدری کی، بے ادبی کی، وہ یہاں بھی خسران میں پڑا اور

اور وہاں بھی ایک بادشاہ نے ایک دفعہ اپنے مصاحبین کو خلعت تقسیم کیا۔ لیکن سب لوگ ابھی ہاتھوں میں لیے کھڑے ہی تھے کہ ایک درباری کو چھینک آگئی۔ اس نے یہ کیا کہ اسی خلعت سے ناک صاف کرلی۔ بادشاہ نے اُسے دیکھ لیا۔ اُسے نہایت ناگوار معلوم ہوا۔ اس نے خلعت واپس لے لی۔ جو شاہی عطیہ کی ناقدری کرے وہ اس لائق نہیں کہ اس کو انعام دیا جائے۔

میں کہتا ہوں کہ تمام کافروں کا یہی معاملہ اللہ تعالےٰ کے نعمتوں کے ساتھ رہا ہے کہ جس برتن میں کھایا ہے اسی میں چھید کیا ہے یعنی جس خالق نے انہیں پیدا کیا انہیں کے ساتھ بے ادبی سے پیش آئے۔ چنانچہ اسی کی شکایت اللہ تعالےٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمائی ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ کیا انسان یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اس کو ایک نطفہ سے پیدا کیا۔ بالاخر وہ ہمیں سے جھگڑتا ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ہمارے لیے مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ان کی عظیم قدرت اسی وقت پیش نظر ہوگی۔ جب انسان اپنی حقیقت کو یاد رکھے گا۔ کافر نے اسی کو بھلا دیا اور انبیا علیہ السلام نے اسی کو یاد رکھا اور دوسروں کو یاد کرایا۔ یہ نعمت کا شکر ہے۔ چنانچہ جو جتنا شکر کرے گا اتنے ہی نعمت بڑھے گی۔ انبیا اور اولیا اپنے وجود پر اور ایمان پر شکر کرتے ہیں

احیاء سنت کیجئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو دعائیں میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہیں یہ بہت کم ہیں۔ ان دعاؤں کے مقابلہ میں جن کا ذکر احادیث میں آتا ہے۔ آپ نے مفصل ہر ہر چیز کو اس لئے بیان فرمایا تاکہ وہ آپ کے لئے سُنت ہوجائے اور آپ بھی اسی طرح دعا مانگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دعاؤں کو ارشاد فرمانا تشریع ہے اور تشریع سوائے نبی کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ آپ کسی بزرگ کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھیں گے تو ٹھیک ہے۔ اگر حدود شرع کے اندر ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ لیکن وہ تشریع نہیں ہوسکتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دعاؤں کو بتایا ہے۔ ہمارے لئے ان پر عمل کرنا سنت ہوگا۔

نزول عروج سے افضل ہے

میں یہ سب بیان کررہا ہوں۔ لیکن یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اولیا کے تصرفات اور کرامات کے ذکر میں جتنا مزا آپ کو آیا ہے۔ نبی کی دعاؤں میں اتنا نہیں آتا۔ ان میں مزا کیوں نہیں آتا۔ ان کے اندر جو جامعیت ہے، فلاح دارین کی اور جو عبدیت ہے اس کو کوئی ولی کیسے پہنچ سکتا ہے۔ اولیا تو زیادہ تر عروج میں ہوتے ہیں اور یہ سب باتیں نزول کی ہیں۔

[illegible] حضرت خواجہ باقی باللہ [illegible] ایک دن حضرت کے یہاں کچھ مہمان آگئے۔ مکان کے نیچے ایک باورچی رہتا تھا۔

اس نے ان کھانوں کا کھانا پکا کر حضرت کی خدمت میں پیش کیا چونکہ خدمت موقع کی تھی۔ اس لئے حضرت بہت خوش ہوئے اور جوش میں آکر فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ اس نے کہا جو مانگوں گا ملے گا؟ حضرت نے سمجھا کہ دنیا مانگے گا۔ زیادہ سے زیادہ بادشاہت مانگے گا۔ فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ وہ اس پایہ کے بزرگ تھے۔ باورچی نے مکرر پوچھا، جو مانگوں گا ملے گا؟ فرمایا ہاں، اس نے تیسری بار پوچھا جو مانگوں گا ملے گا؟ فرمایا کہ ہاں اس نے کہا حضرت مجھے اپنے جیسا بنا دیجئے! فرمایا ارے یہ نہ مانگ۔ اس نے کہا کہ نہیں آپ تو وعدہ فرما چکے ہیں۔ حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حجرے میں لے گئے اور اس کو توجہ اتحادی دی چنانچہ جب حجرے سے باہر نکلے ہیں تو پتہ نہیں چلتا تھا کہ حضرت کون ہیں اور نان بائی کون ہے۔ مگر وہ زندہ نہ رہ سکا۔ تین دن کے بعد مر گیا۔ ظاہر ہے کہ جس دولت کو حضرت نے ایک مدت میں بتدریج حاصل کیا تھا۔ وہ درجہ اور وہ ضبط اُسے چند منٹ میں کیسے حاصل ہو جاتا اور وہ اس کا تحمل کیسے کر سکتا تھا۔ تو آپ کے اولیاء یہ کر سکتے ہیں لیکن انبیا کا معاملہ یہ ہے، وہ کھلاتے پلاتے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتے ہیں مگر یہ شریعت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے یہاں سے لائے ہیں آج ہمارے لئے آپ کو اسی کا سمجھنا مشکل ہو گیا ہے۔ ہم سمجھنا چاہیں تو نہ سمجھا سکیں۔

اور سنئے ایک بزرگ تھے۔ رسول نما۔ ان کو رسول نما اس لئے کہا جاتا تھا کہ انہیں یہ مرتبہ حاصل تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیتے تھے۔ لیکن اس کے لئے وہ ایک ہزار روپیہ لیا کرتے تھے۔ ایک دن اُن کی بیوی نے کہا کہ تمام دنیا کو زیارت کرا دیتے ہو ہمیں نہیں کرا دیتے۔ انہوں نے کہا ضرور، جب چاہو، مگر جو شرط سب کے لئے ہے وہ تمہارے لئے بھی ہے۔ ایک ہزار روپیہ لاؤ گا۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا جب روپیہ نہیں ہے تو پھر زیارت بھی نہ ہو گی! مگر پھر کہا کہ اچھا ایک تدبیر ہے، وہ یہ کہ تم جاؤ اور نہا دھو کر کپڑے بدل کر کنگھی، چوٹی، سرمہ، مسی، تیل پھلیل کر کے تب آؤ۔ وہ سمجھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا معاملہ ہے۔ شاید اسی کے لئے اس اہتمام کو فرمایا ہو گا۔ گئیں اور نہا دھو کر، بن سنور کر آ گئیں۔

انہوں نے یہ کیا کہ ان کے بھائی کو بلا لائے اور کہا کہ ذرا اپنی بہن کو تو دیکھو۔ انہیں بڑھاپے میں یہ کیا شوق ہوا کہ دلہن بنی بیٹھی ہیں! بھائی کو دیکھ کر اور یہ سن کر بڑی غیرت آئی۔ کہنے لگیں کہ آپ نے کیا میرا فضیحتا کرانے کے لئے یہ سب کیا تھا؟ یہ کہہ کر رونے لگیں اور اسی حالت میں غنودگی آ گئی تو سو گئیں۔ حضرت نے توجہ کر دی اور زیارت ہو گئی جب سو کر اٹھیں تو بڑی خوش تھیں، کہنے لگیں جائیے۔ آپ نے نہیں کرائی نہ سہی مجھے تو زیارت ہو گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ میں نے ہی توجہ دی تھی تو چونکہ وہ کامل تھے روپیہ کا بدل فوراً تجویز کیا کہ جس قدر تصفیۂ قلب کا ایک ہزار روپیہ خرچ کر کے ہوتا۔ انہوں نے اس طریقے سے کر دیا۔

یہ واقعہ اس لئے سنا رہا ہوں کہ آپ کے اولیاء یہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کا حاصل زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی زیارت ہو گئی۔

اور ایک ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کی زیارت، حضورؐ کی شریعت کی زیارت، حضورؐ کی ذات کی معرفت، یہ چیز کوئی متبع سنت بزرگ ہی کر سکتا ہے۔ اور اس معنی کر ہر بزرگ رسول نما ہے۔

اس لئے کہ اگر کسی شیخ نے لوگوں کو رسول ہی تک نہیں پہنچایا تو وہ شیخ ہی کیا ہے؟ حقیقتاً شیخ وہی ہے جو حضورؐ تک پہنچائے۔ اور حضورؐ کا یہ کام ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیں اور حضورؐ تک پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کی سنت تک پہنچا دیں اور خدا تک پہنچانے کا مطلب یہ ہے یہ ہے کہ شریعت تک پہنچا دیں۔ جو خدا تک پہنچنے کا راستہ ہے!

اب انبیاء کی شریعت کو ایسے طریقہ پر ہم آپ کے سامنے پیش نہیں کر سکتے کہ آپ اس کے عاشق ہو جائیں! اور وہ آپ کو محبوب ہو جائے۔ ورنہ تو آدمی کو جب کسی چیز کی معرفت ہو جاتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ میرے لئے سراپا رحمت ہے۔ تب وہ اس کا عاشق ہی ہو جاتا ہے

تصدق اپنے خدا کے جاؤں یہ پیار آتا ہے مجھکو اے شاہ
اِدھر سے ایسے گناہ پیہم اُدھر سے یہ دم بدم عنایت

کیجئے خوب دعا کی ہے ؎

ایں دو دولت از خدا داریم ہر دم آرزو
خانہ خالی ز غیر و صحبت جانانہ

یعنی اللہ تعالیٰ بس انہی دو دولتوں کی آرزو ہے اور ہر وقت انہی کے حصول کی تمنا ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسا قلب عطا فرما دیں جس میں غیر کا گزر نہ

[illegible]

اعتذار

انتہائی افسوس کے ساتھ یہ تحریر کر رہا ہوں کہ رسالہ اشرف العرفان کے پہلے شمارہ کو جس انداز میں شائع ہونا چاہئے تھا وہ ہم سے نہ ہو سکا۔ اس میں پریسمین یا مینیجر یا کاتب کی کوئی غلطی یا کوتاہی نہیں تھی۔ بلکہ یہ مشیت ایزدی کا کرشمہ تھا۔ کیونکہ عین وقت پر ایسڈ سائٹرک کا ذخیرہ پریس میں ختم ہو گیا۔ شہر دربھنگہ میں تلاش کیا گیا۔ نہیں ملا۔ پٹنہ خاص آدمی کو بھیجا گیا۔ مگر بدقسمتی سے وہاں بھی نہیں ملا۔ طباعت کے لئے یہ ایسڈ سائٹرک کس قدر ضروری شئے ہے وہ پریس والے ہی جانتے ہیں اس لئے طباعت میں خامیاں رہ گئیں۔ اب چونکہ یہ چیز ہمارے پاس پہنچ گئی ہے۔ اس لئے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ شمارہ نہایت ہی آب و تاب کے ساتھ آپکے سامنے پیش کر سکیں گے۔ انشاء اللہ والعذر عند کرام الناس مقبول"۔

[illegible]

مجلس دوم ہرسنگھ پور ضلع دربھنگہ (بہار) مورخہ ۹ محرم ۱۳۸۶ھ مطابق یکم مئی ۱۹۶۶ء

بسلسلہ سابق بعد نماز ظہر بروز یکشنبہ

سراج الملفوظات

سراج الملۃ مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ سراج احمد صاحب دامت برکاتہم امروہی

یکے از اجل خلفاء

مجدد الملۃ حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ" اس مجلس میں احقر (جامع ملفوظات) یکسو ہو کر حضرت والا مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر نہ رہ سکا، مختلف انتظامات کے لئے بار بار مجلس سے باہر جانا پڑا، اس لئے پورے مضامین ذہن میں محفوظ نہ رہ سکے، برادر معظم حضرت مولانا لطف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی اور محبی و مخلصی جناب ماسٹر محمد قاسم صاحب سلمہٗ سے بعد کو ذکر کیا تو ذیل کے مضمون کا نصف حصہ جناب موخر الذکر نے اور نصف حصہ جناب بھائی صاحب موصوف نے لکھ لکھ کر حوالہ فرمایا، نیز ہدایت فرمائی کہ تم اپنے طرز پر لکھ لو خلاصہ یہ کہ اس مجلس کے ملفوظات تین حصوں میں منقسم ہو گئے (۱) جناب ماسٹر محمد قاسم کے قلم سے (۲) جامع ملفوظات کی یاد سے اور (۳) حضرت مولانا لطف الرحمٰن صاحب ہرسنگھ پوری مدظلہ العالی کے قلم سے۔

مثل کر

(۱) حضرت والا نے احقر سے دریافت فرمایا کہ آپ نے مولوی انوار احمد صاحب جج ہائی کورٹ پٹنہ کو میرے آنے کی اطلاع کر دی تھی؟ عرض کیا جی ہاں! اور زبانی بھی فلاں صاحب کے ذریعہ جو پٹنہ گئے ہیں اطلاع ہو گئی ہوگی، وہ مکھیا ہیں اور ایک کیس کے سلسلہ میں پٹنہ گئے ہوئے ہیں، اس پر فرمایا کہ "کیا مکھیا کے سلسلہ میں جو مقدمہ چل رہا ہے اسی کی پیروی میں پٹنہ گئے ہوئے ہیں؟" عرض کیا گیا جی ہاں! فرمایا "مکھیا کیا ہوا دکھیا ہو گیا" پھر حضرت والا نے اس سلسلہ گفتگو میں تھانہ بھون کا ایک واقعہ بیان فرمایا

علماء میں صلاحیت انتظام

"میاں امتزاج احمد سلمہٗ کی والدہ کو داخل سلسلہ کرانے کی غرض سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے غریب خانہ پر لے جا رہا تھا ان دنوں حضرت مدظلہٗ کا قیام معہ اہل وعیال تھانہ بھون میں ہی تھا) "جامع" خانقاہ کے پھاٹک کے سامنے ایک نالی تھی جسے پھلانگ کر جانا پڑتا تھا۔ اس میں پانی برابر جمع رہا کرتا تھا، نالی میں برابر گندگی رہتی تھی، میونسپلٹی کی جانب سے ہر چند کوشش کی گئی کہ نالی کی حالت ٹھیک ہو جائے لیکن اس میں کبھی کامیابی نہیں ہوئی اور کسی سے بھی اس کا صحیح نظم نہیں ہو سکتا، اس موقع پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ مظفر نگر کے کلکٹر نے ایک بار مجھ کو لکھا تھا کہ آپ میونسپلٹی کے چیرمین کا عہدہ قبول کریں۔ پہلے تو میرے جی میں آیا کہ اسے قبول کروں اور شہر کا نظم درست کر کے دکھلاؤں کہ نظم اس کا نام ہے، کیونکہ مولویوں کو یہ دنیادار بالکل نکما اور بدنظم سمجھتے ہیں، لیکن اپنے اکابر کے طرز زندگی پر جب نظر گئی تو میں نے انکار کر دیا۔" پھر فرمایا:-

ہمارے اکابر کا طرز عبدیت

"ہمارے اکابر نے دنیا کے بکھیڑوں سے ہمیشہ احتراز ہی رکھا ہے، حالانکہ وہ حضرات اعلیٰ درجہ کے عاقل اور منتظم تھے، انہوں نے تبلیغ وارشاد ہی کو اپنا شیوہ بنایا اور اسی پر اپنی زندگی ختم کر دی، مخلوق خدا کو اس طریق سے بے حد فائدہ پہنچا، مجھے بھی یہی طرز پسند ہے، بس عبدیت اور بندگی کا ہی طرز اختیار کرنا چاہیئے۔"

(۲)۔ پھر اسی اثناء گفتگو میں برادر معظم حضرت مولانا لطف الرحمٰن صاحب مدظلہٗ تشریف لائے اور کچھ ابتدائی گفتگو کے بعد انہوں نے حضرت والا سے دریافت کیا "جمعیۃ العلماء کے حالیہ اجلاس گیا میں (جو سنہ ء میں ہوا) امروہہ سے بھی علماء کرام تشریف لائے تھے؟" حضرت والا مدظلہٗ نے دو تین علماء کے نام لئے پھر بھائی صاحب نے فرمایا "پہلے کے بزرگان دین، کردار وعمل کی طرف زیادہ توجہ فرماتے تھے یعنی مجاہدات وریاضات ومراقبات اور چلہ کشی طالبین سے زیادہ کرائی جاتی تھی، اب میرے خیال میں صرف وظائف مقررہ کی تکمیل کرا دی جاتی ہے کردار واخلاق کی طرف توجہ نہیں کی جاتی"۔ حضرت والا نے ارشاد فرمایا:-

"پچھلے زمانہ میں لوگوں میں کافی قوت ہوتی تھی، نفس محض اوراد ووظائف سے قابو میں نہیں آتا تھا، اس لئے مجاہدات وریاضات شاقہ سے کام لیا جاتا تھا، اس زمانہ میں عام طبائع پر ضعف غالب ہے، اوامر ونواہی کی پابندی کے ساتھ اوراد ووظائف پر حق تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محض صحبت بابرکت سے ہی حق تعالیٰ سے تعلق خاص اور اطاعت کاملہ کی دولت حاصل ہو جاتی تھی، متقدمین جیسے مجاہدات تھے نہ ریاضات اور چلہ کشی مگر حالت یہ تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں جو کہ ارشاد فرماتے، صحابہ کرام رضوان اللہ

ہوتی ہیں، بسا اوقات اس وقت تو بہت ناگواری ہوتی ہے، مگر بعد کو جب بہت سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں پتہ چل جاتا ہے کہ یہ نقصانات تھے، رشتہ ہوتے ہیں تو آدمی اس وقت حق تعالیٰ کا شکر گذار ہوتا ہے۔ (الحمد اللہ ثم الحمد اللہ کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت والا کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات کی لاج رکھ لی اور تین چار دنوں کے بعد ہی جبکہ حضرت والا مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی بیلا، ضلع دربھنگہ میں قیام پذیر تھے، رشتہ کا پیغام آگیا اور دو ہفتہ کے اندر ہی رشتہ طے پاگیا اور ڈیڑھ ماہ ہوتے ہوتے ۱۵ر جون ۱۹۹۶ء شب پنجشنبہ کو بڑی بچی کا عقد نکاح بھی ہوگیا اور حق تعالیٰ کے فضل سے دینی و دنیاوی اعتبار سے مناسب اور پسندیدہ رشتہ ہوا، واقعی سچ ہے ؎

گفتۂ او را گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

(۲) چنانچہ اپنے ذاتی تجربہ سے احقر پر یہ حقیقت واضح ہوگئی، تاخیر باعثِ رحمت ہوئی اور بعد کو اس کی مصالح منکشف ہوگئی، فالحمد اللہ) پھر آگے ارشاد فرمایا:۔

مصیبت کی حالت میں رحمت کا مراقبہ

"آپ تنگ دل نہ ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ کوئی بہتر صورت پیدا فرمادیں گے اور بیٹیوں کی تنگی سے بھی نہ گھبرائیں، حق تعالیٰ کو سب قدرت ہے، وہ سب نظم فرمادیں گے اور یہ شعر پڑھا ؎

اِذَا اشْتَدَّتْ بِكَ الْبَلْوٰى فَفَكِّرْ فِىْ اَلَمْ نَشْرَحْ

فَعُسْرٌ بَيْنَ يُسْرَيْنِ اِذَا فَكَّرْتَهٗ فَافْرَحْ

ترجمہ:۔ جب تمہیں ہر طرف سے مصیبتیں گھیر لیں تو سورہ الم نشرح کے معانی و الفاظ میں غور و فکر کرو اور دیکھو کہ ایک لفظ عُسْر (مشکل) ہے جو دو یسرون (یسر بمعنی آسانی و سہولت) کے درمیان واقع ہے، اسے سوچ کر فرحت و مسرّت حاصل کرو اور یقین رکھو کہ تمہاری موجودہ مصیبت بھی حق تعالیٰ کے فضل سے ختم ہو جائے گی۔

ایک دوسری مجلس میں مزید اسی موضوع پر گفتگو فرماتے رہے اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا "آپ دلگیر نہ ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی رشتہ طے ہو جائے گا، مجھ کو یقین ہے کہ شادی بھی جلد ہی انجام پا جائے گی اور لوگ جلد ہی رخصتی چاہیں گے"۔ ایک اور موقع سے اسی سفر میں اس موضوع پر گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"کیسے افسوس کی بات ہے کہ لوگ یہ بھی نہیں سمجھتے اور سوچتے ہیں کہ یہ لڑکی برکت والی ہوگی! دین دار ہوگی۔ کس کی پوتی ہے؟ کس کی بیٹی ہے؟ کیسا گھر ہے؟ لوگوں کی نظر مال و دولت پر ہوتی ہے، حق تعالیٰ کی رحمت اور برکت پر نظر نہیں جاتی۔ ایک موقع سے فرمایا:۔

"اپنی جو حالت ہو اسی کے مطابق انتظام کیجئے گا، یہ نہ ہو کہ زیادہ پریشانی اختیار کریں، اپنے بس میں جو ہو اور سہولت سے ہو سکے وہی کافی ہے۔ بلکہ ان لوگوں سے صاف

بر ص ۲۷

جنّت کی نعمتیں

(۲)

قرآن پاک کی اصطلاح میں بڑی کامیابی کیا ہے

فوز عظیم کیا ہے

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ؕ

ترجمہ: پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند کیا، پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں وہ ہیں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں یہ بڑا افضل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ساری مخلوق میں سے ان بندوں کا ہم نے اپنے لئے انتخاب فرمالیا ہے جن کو ایمان کی توفیق عطا فرماکر آپ کے ذریعہ ہدایت کی یہ کتاب یعنی قرآن پاک ان کے ہاتھوں پہنچا دیا ہے، اب ان مسلمانوں میں تین طرح کے لوگ ہیں۔ بعضے گناہ گار ہیں جو گناہ کرکے اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے ہیں اور بعضے متوسط درجے کے ہیں جو گناہ بھی کرتے ہیں اور اعمال صالحہ کا بھی ذخیرہ رکھتے ہیں اور بعضے حق تعالیٰ کی خاص توفیق سے نیکیوں میں ہی ترقی کئے چلے جاتے ہیں کہ گناہوں سے بچتے بھی ہیں اور فرائض کے ساتھ ساتھ غیر فرائض یعنی طاعات نافلہ کی بھی ہمت کرتے رہتے ہیں غرض ہم نے تینوں قسم کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں یہ کتاب پہنچا دی اور ایسی کتاب جو کامل و مکمل ہے اس کا پہنچا دینا ہمارا بڑا فضل ہے کیونکہ اس پر عمل کرنے کی بدولت کیسے اجر و فضل کے مستحق ہوگئے آگے اس اجر و فضل کو بیان فرمایا ہے۔

قرآن پاک پر عمل کرنے کا بدلہ

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ

ترجمہ :۔ وہ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جس میں یہ لوگ داخل ہوں گے، ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی یعنی ایسے اعزاز و اکرام کے ساتھ قرآن پاک پر عمل کرنے والوں کو نوازا جائے گا کہ اس کی نظیر ناممکن ہے۔

مومن بندہ جنت میں حمد و ثنا کرے گا

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۙ الَّذِيْ أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝ (سورہ فاطر پارہ ۲۲ رکوع ۱۵)

ترجمہ :۔ اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدرداں ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اتارا جہاں ہم کو نہ کوئی کلفت پہنچے گی اور نہ کوئی ہم کو خستگی پہنچے گی چونکہ انہیں دنیا کی زندگی کے غم والم کا تجربہ ہوگا، یہاں کی بھوک تنگ دستی، خستگی دنیا کا غم، رنج و مشقت، دشمن کا خوف غرض جو دکھ تھا اب وہاں جنت میں پہنچ کر کافور ہو جائے گا، وہاں کی پر بہار زندگی اور سامان عیش و مسرت دیکھ کر بے اختیار اپنے مولا کی حمد و ثنا میں مصروف ہو جائیں گے اور اس کی نعمتوں کی شکر گذاری میں لگ پڑیں گے اور یہ کلمات اپنی زبان سے بڑے لطف کے ساتھ کہتے ہوں گے۔ حق تعالیٰ اپنا فضل اس بندہ سیاہ کو بھی نصیب فرما دے۔ آمین

(ترجمہ بیان القرآن سے اور تفسیر میں اس کا خلاصہ مع حواشی زائد از دیگر تفاسیر)

جنت کی قیمت

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ :۔ انہیں سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک کوڑے کے برابر جنت میں جگہ (حاصل) ہونا دنیا اور دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب سے بہتر ہے۔

(تشریح) اس حدیث شریف میں آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر پر متنبہ فرمایا ہے کہ دنیا اور اس کی نعمتیں یہاں کی زندگی ناپائدار اور اس کی فانی لذتیں انسان کو اپنی طرف جذب کرتی رہتی ہیں، مگر آخرت میں جو نعمتیں ملنے والی ہیں، اگر ان کا مقابلہ کیا جائے تو جنت میں ایک کوڑے (گز بھر تقریبا) کے برابر جگہ کی قیمت ساری دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بھی کہیں زیادہ ہے اس لئے ایک مومن اور مسلمان کو اپنی نگاہ زخارف دنیا کی طرف نہیں بلکہ آخرت کی جاودانی اور لازوال نعمتوں پر رکھنی چاہئے اور بزبان حال و قال یہ کہنا چاہئے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هُمُوْمِيْ كُلَّهَا هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ الْآخِرَةِ (اے اللہ میرے سارے غموں کو صرف ایک غم بنا دیجئے اور یہ غم جس کے ہم طالب ہیں غم دنیا نہ ہو بلکہ غم آخرت ہو)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں جس کو دنیا و آخرت کے رہنے میں اختیار نہ دیا گیا ہو، خود آپ کو اس مرض میں جس میں آپ کی وفات ہوئی سخت بستگی آواز نے پکڑ لیا، اس وقت میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جن پر آپ نے اپنا انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ، فرماتی ہیں میں سمجھ گئی کہ اب آپ کو اختیار دیا گیا ہوگا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس دار فانی دنیا میں انسان جن لوگوں کے ساتھ رہنا، سہنا، اٹھنا بیٹھنا پسند کرتا ہے۔ اپنے لئے آخرت میں بھی اسی کی امید ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ صالحین آخرت کے نیک اور صالح ساتھیوں کی ہمنشینی کی امید رکھتے ہیں اور بدکار و فجار اپنے بد باطن ساتھیوں کے ساتھ محشور ہونے کے خوف سے مرنا بالکل پسند ہی نہیں کرتے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند القاب

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ○ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ○

(سورہ احزاب پارہ ۲۲ رکوع ۲)

ترجمہ:- اے نبیؐ ہم نے بے شک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں اور مومنین کو بشارت دیجئے کہ ان پر اللہ کے طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔

یعنی ہم نے آپ کو ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ اپنی امت کے لئے آپ خود گواہ ہوں گے اور مخالفین کی سزا کے لئے آپ کی شہادت کافی ہوگی۔ ان کے مقابلہ میں آپ سے ثبوت نہ لیا جائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ ہمارے نزدیک کس درجہ مقبول ومحبوب ہیں۔ چنانچہ ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ قیامت کے دن امت کے اعتبار سے خود سرکاری گواہ ہوں گے کہ آپ کے بیان کے موافق ان کا فیصلہ ہوگا اور ظاہر ہے صاحب معاملہ کو گواہ قرار دینا اعلیٰ درجہ کا اعزاز و اکرام ہے۔

تو یہ علو شان تو آخرت میں ظاہر ہوگا، یہاں دنیا میں آپ مومنوں کو بشارت دینے والے ہیں۔ کافروں کو ڈرانے والے ہیں، اللہ کے بندوں کو اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والے ہیں اور ویسے بھی آپ اپنی ذات وصفات، اپنے کمالات ظاہری وباطنی، اپنی عبادتوں اور عادتوں کے اعتبار سے سراپا نمونۂ ہدایت ہیں اور اس معاملہ میں ایک روشن چراغ ہیں یعنی آپ کی ہر حالت نور ہدایت طلب کرنے والوں کے لئے سرمایہ ہے چراغ سے تشبیہ دینے میں یہ نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو چراغ تک رسائی آسان ہے، پھر چراغ سے ہر وقت نور حاصل کرنا ممکن ہے، پھر اس سے روشنی حاصل کرنے میں قصد و ارادہ کو بھی دخل ہے، پھر صحیح و تندرست آدمی کو اس سے کسی وقت ناگواری

سمجھ بھی ہوتی ہے، پھر اس کی روشنی میں انیس ہونے کی بھی شان ہے اور ان تمام صفات کو انبیاء علیہم السلام کی شان سے زیادہ مناسبت ہے۔ بعض نے سراجا منیرا سے آفتاب مراد لیا ہے۔ جیسے دوسری جگہ لفظ سراج سے خود حق تعالیٰ نے آفتاب مراد لیا، وَجَعَلَ فِیهَا سِرَاجًا۔ بہرحال قیامت کے دن مومنین پر جو رحمت ہوگی وہ آپ ہی کی ان صفات بشیر و نذیر و داعی و سراج منیر کے واسطہ سے ہوگی۔ اخیر میں فرمایا کہ بس آپ کچھ غم نہ کیجئے مسلمانوں کو بھی بشارت سنا دیجئے کہ اللہ کی طرف سے ان پر بڑا فضل ہونے والا ہے۔

(ترجمہ از بیان القرآن و تفسیر ملخصاً منہ)

جنت میں ایک عظیم الشان محل

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّۃِ لَخَیْمَۃً مِنْ لُؤْلُؤَۃٍ وَاحِدَۃٍ مُجَوَّفَۃٍ عَرْضُہَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ طُوْلُہَا سِتُّوْنَ مِیْلًا فِیْ کُلِّ زَاوِیَۃٍ مِنْہَا اَہْلٌ مَا یَرَوْنَ الْاٰخَرِیْنَ یَطُوْفُ عَلَیْہِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّۃٍ اٰنِیَتُہُمَا وَمَا فِیْہِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَہَبٍ اٰنِیَتُہُمَا وَمَا فِیْہِمَا وَمَا بَیْنَ الْقَوْمِ وَبَیْنَ اَنْ یَّنْظُرُوْا اِلٰی رَبِّہِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْکِبْرِیَاءِ عَلٰی وَجْہِہٖ فِیْ جَنَّۃِ عَدْنٍ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مومن کے لئے ایک خصوصی خیمہ ایسا ہوگا جو ایک ہی کھوکھلے موتی سے تیار کیا گیا ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی، ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی (اس عظیم الشان محل کی وسعت و کشادگی کی وجہ سے) اس کے ایک گوشہ میں رہنے بسنے والے لوگ دوسرے گوشہ کے رہنے بسنے والوں کو دیکھ بھی نہ سکیں گے، مومن (بغرض تفریح) ان کے پاس جانا آنا ہوگا، دو جنتیں (عالم آخرت میں) ایسی ہوں گی جہاں کے سارے ظروف اور ساری چیزیں صرف چاندی کی ہوں گی اور دو جنتیں ایسی ہوں گی کہ وہاں کے سارے ظروف (برتن باسن) اور ساری چیزیں خالص سونے کی بنی ہوں گی اور لوگوں (اہل جنت) اور ان کے پروردگار کے درمیان صرف ردائے کبریائی حائل ہوگی یعنی حق تعالیٰ کے سامنے انہیں کی عظمت و کبریائی کا پردہ پڑا ہوگا جس کی وجہ سے لوگ حق تعالیٰ کو نہ دیکھ سکیں گے۔

(تشریح) حق تعالیٰ کے فضل و احسان کی کوئی حد نہیں ہے کہ اس نے اپنے مومن بندوں کے اعزاز و اکرام کے لئے ایسا عظیم الشان محل تیار فرمایا جو صرف ایک موتی سے بنا ہوگا اور جس کی لمبائی یا چوڑائی ساٹھ میل ہوگی، اہل ایمان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت پر تعجب کیوں ہوگا؟ کیونکہ ہر مسلمان حق تعالیٰ کو قادر علی الاطلاق سمجھتا ہے اور اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق و مصدوق میں ایمان لا چکا ہے۔ ایمان کی حقیقت بھی تو یہی ہے کہ بن دیکھی چیزوں (غیب) پر محض اللہ جل شانہ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر یقین کرلے۔

میل کی مسافت محدثین کے نزدیک چار ہزار ہاتھ کی ہوتی ہے اور بنی ہاشم دو ہزار باغ کو اپنے محاورہ میں میل کہا کرتے تھے تو معلوم تحقیق کے پیش نظر حدیث شریف کے میل کی مسافت ہمارے ملک کے میل کی مسافت سے بڑی ہوتی ہے کیوں کہ ہمارے ملک میں ۱۷۶۰ گز کی مسافت کو میل کہا کرتے ہیں۔

اس حدیث شریف میں يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مومن جنت میں دوسرے مومن سے ملتا جلتا اور بغرض سیر و تفریح کے بھی اس کے پاس جاتا آتا ہوگا آخری ٹکڑے میں ارشاد ہے کہ جنت میں جنتی کو حق تعالیٰ کا ایک قرب خاص حاصل ہوگا، بس حق تعالیٰ اور اس جنتی کے درمیان صرف ردائے کبریائی حائل ہوگی یعنی حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا پردہ حائل ہوگا۔ دوسری حدیثوں میں اس کی بھی وضاحت آئی ہے کہ جنتیوں کو ان کے درجات کے مطابق حق تعالیٰ سبحانہ کی زیارت بھی ہوا کرے گی اور اس جلوہ انوار الٰہیہ کی نعمت کے مقابلہ میں جنت کی ساری نعمتیں ہیچ ہوں گی۔

یہی وہ دولت ہے جس نے حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملک الموت کی درخواست قبض روح پر اس جواب پر آمادہ کیا کہ بس میری روح قبض کرے۔ مسند احمد میں ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تاکہ ان کی روح قبض کریں، انہوں نے فرمایا۔

اے ملک الموت! کیا کسی دوست کو دیکھا ہے کہ اپنے دوست کی روح قبض کرلے، ملک الموت جناب باری میں حاضر ہوئے، ارشاد ہوا کہ ان سے کہو کہ کیا کسی دوست کو دیکھا ہے کہ اپنے دوست سے ملنا ناپسند کرے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس جواب کو سن کر فرمایا "تو بس میری روح قبض کرلے"۔ (باقی آئندہ)

بقیہ سراج الملفوظات

کہدیا جائے کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ عالی خاندان کے اونچے گھرانے کے ہیں۔ اس لئے بہت کچھ دیں گے اور خیالی نقشہ بنائیں، آپ کہہ دیجئے کہ گو میرا پہلے دولت کے اعتبار سے اونچا ہی تھا مگر اب جو میری حالت ہے اسی کے اعتبار سے دین لین ممکن ہے۔" پھر احقر کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا:۔

"آپ یہ نہ سمجھئے کہ ایسا کہدینے سے رشتہ نہ ہوسکے گا، رشتہ تو مقدر ہوچکا ہے حق تعالیٰ نے جہاں رشتہ لکھ دیا ہوگا ہوکر رہے گا"

ایک موقع سے اسی غرض، اس سلسلہ میں یہ ہدایت فرمائی:۔

"ایک بات کا خاص لحاظ رکھئے گا کہ خلاف شریعت کوئی کام اس سلسلہ میں نہ ہونے پائے"

احقر نے عرض کیا حضرت! انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہرگز نہ ہوگا اور میرے گھر میں چونکہ ان بے ہودہ رسوم سے پرہیز ہی رہتا ہے اور عوام اس کے عادی ہوچکے ہیں اس لئے رشتہ کرنے سے بدکتے ہیں اس پر فرمایا:۔

"جی ہاں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رسوم سے کنارہ کش ہیں تو دین لین میں بھی ایسا ہی کریں گے اور نظر زیادہ تر عوام کی بوجہ حرص وطمع کے غلبہ کے دین لین پر ہی زیادہ رہتی ہے" (باقی آئندہ)

سیر مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہرسنگھپوری

(۲)

وطن مالوف

حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وطن صوبہ بہار کا ایک گاؤں موضع و ڈاکخانہ ہرسنگھ پور ضلع دربھنگہ ہے۔ یہ گاؤں بہیڑہ اور بیرول دو تھانوں کے بوارڈر پر ہے، اس گاؤں کا نصف مغربی حصہ تھانہ بہیڑہ کے حلقہ میں اور بقیہ نصف مشرقی حصہ تھانہ بیرول ضلع دربھنگہ کے حلقہ میں پڑتا ہے۔ پورا گاؤں بہیڑہ بلاک کے ماتحت ہے اور اس گاؤں کے سارے ترقیاتی کام بینی پور بہیڑہ انچل کی ماتحتی میں انجام پاتے ہیں۔

دربھنگہ شہر سے بیج روڈ (ڈامر کی پختہ سڑک) چل کر جو شکری، بینی پور، سوپول ہوتے ہوئے کشیشور استھان کو جاتی ہے موضع ہرسنگھ پور سے لگ بھگ دو میل کی دوری پر جنوب و مغرب میں واقع ہے جینتی پور چوراہہ اور موضع داتھ یہاں کے دو بس اسٹینڈ ہیں بس ٹھہراؤ کے ان دونوں اڈوں سے کچی سڑکیں ہرسنگھ پور سے ہو کر آگے نکل گئی ہیں۔

موضع ہرسنگھ پور کا ریلوے اسٹیشن سکری جنکشن ہے شکری اسٹیشن سے یہ گاؤں ۱۶ میل کی دوری پر واقع ہے بسوں کے علاوہ رکشے اور تانگے کرایہ پر اکثر تو جینتی پور بس اسٹینڈ تک اور بضرورت ہرسنگھ پور تک لائے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں بس اسٹینڈ ہرسنگھ پور موضع کے سروے نقشے کے مطابق سرحد پر واقع ہیں یعنی بس سے اترنے کے بعد کچی سڑکوں سے سروے کے مطابق ہرسنگھ پور گاؤں شروع ہو جاتا ہے۔

ہرسنگھ پور آنے جانے کے لئے عموماً لہیریاسرائے کچہری بس اسٹینڈ میں سوپول یا کشیسور استھان جانے والی بسوں میں سوار ہوتے ہیں اور جینتی پور یا داتھ بس ٹھہراؤ پر اتر جاتے ہیں۔ لہیریاسرا سے عموماً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پر سوپول کے لئے بسیں کھلتی ہیں۔ اب تک اس سڑک پر سرکاری بسیں نہیں چلتیں، یہ بسیں چونکہ اسی لائن میں چلتی ہیں جہاں بہت دور تک نہ تو کوئی سڑکیں ہیں اور نہ ریلوے لائن۔ اس لئے دور دور کے مسافروں کی کثرت کی وجہ سے بھیڑ بہت زیادہ ہوتی ہے اور بسوں میں آرام کی سیٹ حاصل کرنے کے لئے دو دو گھنٹے قبل سے بیٹھ جانے کی تکلیف

اٹھانی پڑتی ہے۔

موضع ہرسنگھ پور کی تاریخی حیثیت

موضع ہرسنگھ پور ضلع دربھنگہ زمانہ قدیم سے ایک ممتاز تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ مؤلف "حیات عارف" کی زبانی ہی سن لیجئے:-

"حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وطن موضع ہرسنگھ پور ضلع دربھنگہ (صوبہ بہار) ہے ـــ یہ گاؤں راجہ ہرسنگھ دیو کی راج دھانی تھی۔ راجہ ہرسنگھ دیو کی شخصیت میتھل برہمنوں میں بڑی شہرت رکھتی تھی، اور شہرت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ پہلے ترہت میں برہمنوں کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ راجہ نے برہمن بنانے کی ایک انوکھی ترکیب یہ نکالی کہ ہندوؤں کی مختلف ذاتوں سے دو چار آدمی منتخب کئے جاتے تھے اور انہیں راجہ کے لڑکے کے ساتھ جینؤ دے کر برہمن بنا دیا جاتا ـــ اس برہمن سازی کے لئے راجہ نے ہندوؤں کی قید بھی نہ رکھی، بلکہ مسلمان بھی برہمن بنائے جاتے تھے، راجہ ہر ایک ذات کے لئے برہمن بنانے کے بعد کوئی لقب مخصوص کر دیتا تھا تاکہ مرورِ زمانہ کی وجہ سے ان برہمنوں کی اصل ذاتیں مشتبہ نہ ہو جائیں اسی لقب یا خطاب کو ان کی زبان میں مول کہتے ہیں چنانچہ جو پٹھان برہمن بنائے گئے ان کا مول خان مقرر ہوا جو سبزی فروش یا نداف برہمن بنائے گئے ان کا مول ڈرہیپ رکھا گیا۔

راجہ نے ان نئے برہمنوں کی آبادی کو مختلف علاقوں میں تقسیم کر کے ان کا ایک صدر مقام اور مرکز بنا دیا اور اس کا نام مول گرام رکھا۔ مول گرام کے ایک خاندان کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ جدید برہمن خاندان کے حالات کو مرتب اور محفوظ کرے یہ حالات تاڑ کے پتوں پر لکھے جاتے تھے اور حالات مرتب کرنے والے کو پنجیار کا لقب ملا تھا۔ پنجیار کا خاندان اپنے کام کی اہمیت اور اس میں زیادہ مشغولیت کے سبب اپنا وقت کسی دوسرے کام میں صرف نہیں کر سکتے تھے جو ان کا ذریعہ معاش بنتا۔ اس لئے راجہ نے ان کی معاش کا یہ نظم کیا کہ ایک خاندان کا حال دریافت کرنے کی فیس دو روپیہ مقرر کر دی۔ ہندوؤں کی شادی میں فریقین کی سات پشت تک کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر سات پشت تک کوئی رشتہ فریقین میں نکل آئے تو پھر شادی نہیں ہو سکتی۔ نتیجہ یہ ہے کہ فیس کے ذریعہ ایک ایک پنجیار سال میں ہزاروں روپے پیدا کر لیا کرتا ہے اور ان جدید برہمنوں کا تاریخی ریکارڈ

اس وقت سے آج تک موجود و محفوظ ہے۔"

موضع ہرسنگھ پور کی دینی مرکزیت

موضع ہرسنگھ پور اپنی تاریخی حیثیت کے امتیاز کے علاوہ ایک مدت سے دینی مرکزیت بھی رکھتا ہے ضلع پٹنہ کے ایک مشہور گاؤں جیٹھلی کے رہنے والے ایک مشہور بزرگ حضرت مخدوم شاہ اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آمد و رفت، مدت تک اس گاؤں میں قیام اور چلہ کشی و عبادت و ریاضت نے فیوض برکات کا اسے مخزن بنا دیا تھا، چنانچہ یہ برکتیں عوام میں بھی اب تک اس طرح مشہور ہیں کہ لوگ کہا کرتے ہیں - یہ مخدوم نگر ہے۔ اسے زیر کرنا آسان نہیں ہے۔ مولف "حیات عارف" کی زبانی سنیئے فرماتے ہیں۔

حضرت مخدوم شاہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

"راجہ ہرسنگھ دیو کے زمانے میں۔ اپنے عصر کے ایک باکمال بزرگ حضرت مخدوم شاہ اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وارد ہرسنگھ پور ہوئے: آپ نے راجہ سے مرگ چھالا (ہرن کی کھال) بھر زمین طلب کی اور اس جگہ کھال بچھا کر عبادت میں مصروف رہتے۔ اب تک آپ کا چلہ (یعنی اس کا نشان) موجود ہے، جہاں پنتوجیا کا ایک درخت ہے اور ایک بڑا تالاب بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ درخت آپ کی مسواک سے ہو گیا اور تالاب تو تبھی سے بن گیا، آپ کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں آپ کی تشریف آوری سے ہرسنگھ پور میں اسلام کی روشنی پھیلی اور لوگوں کے دل نورِ عرفان سے منور ہوئے، ایک عرصہ تک قیام پذیر رہ کر اپنے وطن جیٹھلی ضلع پٹنہ تشریف لے گئے اور وہیں آپ کا مزار شریف ہے جو آج تک زیارت گاہِ عوام و خواص ہے۔

ہرسنگھ پور والوں کو حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی، بعد میں آپ کے خاندان کے بعض بزرگوں نے ہرسنگھ پور میں ہی سکونت اختیار کر لی، آپ ہی خاندان کے ایک بزرگ قاضی میٹھا صاحب کا مزار آج تک موجود ہے۔ دراصل ہرسنگھ پور آپ ہی کے خاندان والوں اور متوسلین کا مسکن قرار پا گیا — ہرسنگھ پور میں حضرت مخدوم صاحب رحمۃ علیہ کے ایصال ثواب کے لئے معقول جائداد بھی وقف ہے۔" (کلید معارف ص۸)

حضرت مولانا عبدالواسع صاحب رح سعدی پوری دربھنگوی

سرزمینِ ہرسنگھ پور کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ حضرت مولانا عبدالواسع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کا یہ مسکن رہا ہے اور موصوف بھی دراصل یہیں کے باشندہ تھے۔

باب دوم

ظاہری تعلیم و تربیت

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی، زاہدانہ زندگی، وضع قطع لباس اور طرز زندگی کو دیکھ کر آپ کے تبحرِ علمی کا خیال تک بھی نہیں آسکتا تھا، آپ اپنے لوگوں میں نہایت ہی بے تکلف رہتے تھے ترک بھڑک اور شان و شوکت سب کو فنا کے گھاٹ پار اُتار چکے تھے، حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی آپ کی سادگی بے تکلفی اور زاہدانہ زندگی کے متعلق ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات سے ہم ہر طرح کا فائدہ اٹھاتے تھے، وہ اپنی بلندی و عظمت کے باوجود جب خانقاہ رحمانی مونگیر تشریف لاتے تو ہم میں اس طرح گھلے ملے رہتے تھے کہ بے تکلف ہم ان کے سامنے اپنی حاجت کو رکھنے کی جرأت کرتے تھے اور چارہ سازی چاہتے تھے اور وہ پوری توجہ سے سنتے تھے اور مداوا فرماتے تھے"

اسی مکتوب میں کچھ اور آگے تحریر فرماتے ہیں۔

"ان کی سادگی اور بے تکلف و بے تصنع زندگی میں ایسی جاذبیت تھی کہ دل کھنچا کھنچا رہتا تھا اور قلب پہ گہرا اثر پڑتا تھا" (اقتباس از مکتوب حضرت مولانا عبد الصمد صاحب)

آپ کی بعض تحریرات، منظوم کلام اور عربی تحریروں کے دیکھنے والے بآسانی آپ کی تبحر علمی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی بسم اللہ خود آپ کے والد بزرگوار حضرت حاجی شیخ بلاغت حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی، جن کے مختصر حالات پچھلے صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں، اس سلسلہ میں مؤلف "حیات عارف" تحریر فرماتے ہیں:—

"مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مکتب آپ کے والد جناب حاجی بلاغت حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کرایا، حاجی صاحب موصوف فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ مولانا کو پڑھنے کے سلسلے میں میں نے بہت ہی پیٹا، پھر محبتِ پدری نے جوش کیا اور میں نے دعا کی "خدایا تو اسے علم و عمل کی دولت سے سرفراز فرما"۔ خدا نے آپ کی دعا قبول فرمالی" (کلید معارف ص۹)

(باقی آئندہ)

ایک گرامی قدر مکتوب!

بنام ایڈیٹر رسالہ "اشرف العرفان" پوہدی بیلا۔ ضلع دربھنگہ

جامع الفضل والکمال حضرت مولٰنا عبدالصمد صاحب رحمانی دامت برکاتہم (نائب امیر شریعت بہار اڑیسہ)

عزیزم سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خط کا جواب دیر سے دے رہا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ آج سے پندرہ بیس دن پہلے خونی بواسیر کا سخت دورہ ہوا۔ اس نے نڈھال کر دیا۔ چلنا پھرنا مشکل ہوگیا۔ خون کی کمی سے ہاتھ پاؤں اور چہرہ پر ورم آگیا۔ تمام بدن سوج گیا۔ اب الحمد للہ حالت روبہ افاقہ ہے اور ہمت کرکے آپ کو یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں۔ مگر اس طرح کہ طبیعت حاضر نہیں ہے۔ آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں
حضرت عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح ضرور مرتب کیجئے۔ یہ بڑی دینی خدمت ہوگی مولٰنا لطف الرحمٰن صاحب سلمہٗ سے میری طرف سے کہئے کہ وہ بھی اسکی ترتیب میں حصہ لیں۔ یہ بڑی سعادت کی بات ہوگی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع سنت، احترام شریعت، سادگی، اخلاص، تقویٰ اور زاہدانہ زندگی ہم ایسے سیکاروں کیلئے رہنمائی کا کام دے گی۔ خدا آپ کی عمر میں اور آپکے عمل میں برکت دے اور اس کام کی انجام دہی کی سعادت سے بہرہ اندوز فرمائے —— "سراج الملفوظات" کی خبر سے بڑی مسرت ہوئی۔ یہ بھی بڑا کام ہوگا۔ اگر اس کی اشاعت ہوجائے۔

"اشرف العرفان" کا انتظار رہے گا۔ جیسے ہی پہلا پرچہ اس کا پریس سے آئے "نمونہ" ایک پرچہ میرے نام بھی بھیج دیں گے۔

"انعامات جنت" والا رسالہ بھی جب چھپ جائے تو مجھکو بھی اس سے استفادہ کا موقع دیں گے۔ میں آپکے ان تمام عزائم کے لئے دل سے دعا کرتا رہونگا۔ اللہ تعالےٰ آپکو اس میں کامیابی عطا فرمائے —— عزیز من! میں اب زمین کا ناکارہ بوجھ ہوں اور کسی کام کا نہیں ہوں ورنہ میں حضرت عارف باللہ کی سوانح حیات میں اپنی سعادت کیلئے ضرور حصہ لیتا۔ پھر بھی میری خواہش ہے کہ جب سوانح مرتب ہوجائے تو پریس جانے سے پہلے اگر کوئی دقت نہ ہو تو ایسا موقع نکالئے کہ میں ایک نظر دیکھ لوں —— اب میں تھک گیا۔ جواب میں تاخیر ہوئی۔ اس کی معذرت چاہتا ہوں اور آپسے اور مولٰنا لطف الرحمٰن صاحب سے یہ درخواست ہے کہ میرے حسن خاتمہ کیلئے دعا کریں۔ محتاج دعا —— عبدالصمد رحمانی

از امدادیہ۔ وایا کوی کانو گھگڑیا۔ ۲ر جون ۱۹۶۶ء —— ضلع مونگیر

Regd. No. 23 (3) 68-V
17-4-68

The Monthly ASHRAFUL-IRFAN. Darbhanga

دو اکسیریں

مفرح صندل: مشک زعفران، الائچی، مصطگی مختلف قسم کے مفرح پھولوں کی روحوں اور پھلوں کے عصاروں سے جوہر آملہ کی بنیاد پر کیمیاوی طریقہ سے تیار کیا ہوا نہایت ہی خوشبودار اور خوش ذائقہ مرکب ہے۔ اس کے استعمال سے دل کی دھڑکن، سر کا چکر، گھبراہٹ، تکان، اختلاجِ قلب اور دماغ کی کمزوری بہت جلد دور ہو جاتی ہے۔ ہمارے پچیس سالہ تجربہ میں اس دوا سے ہزاروں ایسے مریضوں کو فائدہ پہنچا ہے جو انگریزی دواؤں سے تھک چکے تھے۔

یہ دوا دراصل دماغی کام کرنے والوں کے لئے ایک نسخہ اکسیر ہے۔ ان طالب علموں، وکیلوں، ڈاکٹروں، پروفیسروں کے لئے آب حیات ہے جنہیں دماغی کام اور تعلیمی محنت بہت کرنی پڑتی ہے۔ یہ دوا مختلف بدرقوں کے ساتھ ہائی بلڈ پریشر کے لئے بے حد مفید ہے۔ ایک پاؤ کی قیمت آٹھ روپے، آدھ سیر کی قیمت پندرہ روپے اور ایک سیر کی قیمت انتیس ۲۹ روپے۔

سفوف برق: مختلف نمکیات اور جڑی بوٹیوں کا ایک بہترین مرکب نمک ہے۔ قوت ہضم کو بڑھاتا ہے، غذا فوراً ہضم کرتا ہے۔ پیٹ کے درد کو دور کرتا ہے۔ دست، قے، بدہضمی، پیٹ کی گڑگڑاہٹ اور پیٹ میں نفخ پیدا ہونے کی شکایت کو دور کر کے معدہ و جگر کو مضبوط بناتا ہے۔ جسم میں پھرتی اور چستی پیدا کرتا ہے۔ فوراً بجلی کی طرح کام کرتا ہے۔ ہر گھر میں رکھنا چاہئے۔ پچیس برسوں سے لوگ اس کے مداح ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ پچیس پیسے فی درجن ساڑھے تیرہ روپے۔

ملنے کا پتہ

حکیم عبد المنان الصدیقی پوہدی بیلا دربھنگہ

ایڈیٹر، پرنٹر و پبلیشر حکیم عبد المنان الصدیقی نے حمیدیہ برقی پریس، باوا گنج لہیریا سرائے دربھنگہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرف العرفان مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی بیلا ضلع دربھنگہ سے شائع کیا۔